غربت ختم کرنے والا ایک ادارہ

رحمت علی رازی

25 مئی 2003 روزنامہ جنگ

ہمیں گذشتہ دنوں غربت کے خاتمہ کے لیے قائم کی گئی ایک فلاحی تنظیم ''اخوت'' کی تقریب میں جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ تنظیم ملک کے نیک نام اور درددل رکھنے والے حاضر سروس بیوروکریٹوں اور صنعت کاروں نے مل کر بنائی ہے جبکہ گورنر پنجاب نے بھی تنظیم کی غیر معمولی کارکردگی سے متاثر ہوکر صوبے کے بڑے بڑے صنعتکاروں سے اس تنظیم کے ساتھ بھرپور تعاون کی اپیل کی ہے۔ ہمیں اس فلاحی تنظیم کے بارے میں جاننے کا تجسس ہوا۔ اس کے سربراہ ڈی ایم جی افسر ڈاکٹر امجد ثاقب نے بتایا کہ اس تنظیم کے سرپرستوں میں کسٹم گروپ کے ڈاکٹر کامران شمس، محمد سلیم رانجھا، محمد زاہد کھوکھر، ڈاکٹر محمد سعید اور فضل یزدانی، پولیس آفیسر زبیر نواز چٹھہ، صنعتکار خاور رفیق شیخ اور علی ارشد حکیم اور ایک لاء کالج کے سربراہ ہمایوں احسان شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد امجد ثاقب کا کہنا تھا کہ دنیا اس وقت جس سرمایہ دارانہ نظام کی گرفت میں ہے وہ ہر روز لاکھوں لوگوں کو روٹی، کپڑا اور مکان سے محروم کر رہا ہے۔ تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی حقوق کا تو تصور ہی محال ہے۔ یہ صورت حال ہر روز ہمارا گریبان جھنجھوڑ کر یہ سوال کرتی ہے کہ کیا خدا کی زمین پر خدا کی مخلوق ہمیشہ برباد اور بدحال رہے گی؟ روٹی، کپڑا، مکان، صحت، تعلیم، سماجی رتبہ، عزت نفس اور بنیادی حقوق تک ہر خاص و عام کی پہنچ کب ہوگی۔ یہ سوال ہمہ وقت ہمیں بے چین رکھتا ہے۔ دور حاضر میں انسانیت کے المناک انجام کی کئی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ معیشت کا سودی نظام بھی ہے۔ ہم سے پہلے آباد لوگ، قومیں اور تہذیبیں اسی لعنت کا شکار ہیں۔ وسائل کی نامساوی تقسیم اور سود کا ظالمانہ نظام ان کے گلے کا ایسا پھندا بنا جس نے انہیں ذلالت اور رسوائی کی موت سے دوچار کر دیا۔ ''اخوت'' اسی سودی معیشت کے خلاف ایک آواز ہے۔ یہ ادارہ کمزور اور طاقتور، غریب اور امیر کے درمیان حد فاصلہ کم کرنے کی ایک کوشش کا نام ہے۔ یہ تحریک خدا کی دھرتی پر انسان کی خدائی کی جگہ ایک ایسا نظام وضع کرنے کی کوشش ہے جس کے ذریعے غربت، پسماندگی، جہالت اور معاشی ناہمواریاں اگر مکمل طور پر دور نہیں تو کم ضرور کی جاسکیں گی۔ اس نظام کے تحت کم

آمدنی والے افراد اور گھرانوں کو منظم کیا جائے گا۔ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کیلئے تربیت فراہم کی جائے گی اور پھر انہیں بلاسود قرضے فراہم کئے جائیں گے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر خود کوئی کاروبار یا کام کرسکیں اور انہیں غربت سے بچ نکلنے کی راہ مل سکے۔قرضوں کے علاوہ ''اخوت'' سماجی ناہمواریوں کے خلاف بھی آواز بلند کرے گی اور سماجی راہنمائی اور تربیت کے ایک مسلسل عمل کے ذریعے لوگوں کو اپنی قسمت کا مالک و مختار بنایا جائے گا۔خواتین' اقلیتوں اور بچوں کے حقوق کا تحفظ اور ان کی نشوونما بھی ''اخوت'' کا ایک اہم فریضہ ہے۔یہ ادارہ مکمل طور پر غیر سیاسی ادارہ ہے جس کا بنیادی مقصد اخوت اور بھائی چارے کی اسلامی روایت کا احیاء ہے۔آج سے چودہ سو سال پہلے اگر مدینہ منورہ کے باسی مہاجرین مکہ کو اپنے مال و دولت میں شریک کرسکتے تھے تو ہمیں آج اس عمل سے کون روکتا ہے۔ہم امت مسلمہ کو بھکاری نہیں بنانا چاہتے ہم عزت نفس کے ساتھ مواخات کا اصول دہرانا چاہتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ سانجھ اور شراکت کے سائے تلے دکھ اور سکھ میں ایک دوسرے کے ساتھ برابر کے شریک ہوں۔ہم سمجھتے ہیں کہ غربت بھیک سے نہیں تعاون سے ختم ہوگی۔امید سے نہیں عمل سے مٹے گی۔انسانیت خیرات کی نہیں اخوت کی طلبگار ہے۔

''اخوت'' کے پیش نظر شہر اور دیہات کے غریب اور بے حال گھرانوں کو غربت سے نجات دلانا ان کی آمدنی میں اضافہ کرنا، انفرادی منصوبہ بندی کے ذریعے مضبوط معاشی بنیاد فراہم کرنا، غیر سودی نظام کے ذریعے قرضوں کی فراہمی اور ایک پائیدار معاشرتی ڈھانچہ قائم کرنے میں ان کی راہنمائی کرنا ہے۔''اخوت'' کے اغراض و مقاصد اور طریقہ کار اسلام کے معاشی، سماجی اور معاشرتی اصولوں کو سامنے رکھ کر تشکیل دیئے گئے ہیں۔ہم جب اس میدان میں آئے تو ہمارے وسائل بہت کم تھے اور ہم وسائل سے غربت، محرومی اور پسماندگی کے اندھیروں میں چراغ روشن کرنے نکلے تھے۔بہت سے لوگوں نے ہمیں روکا اور اس دیوانگی سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہے لیکن یہ خدائے ذوالجلال کی رحمتوں کا سایہ تھا کہ ہمارے کمزور ہاتھوں سے وہ دیا روشن ہوا جو سینکڑوں خاندانوں کیلئے امید کا پیامبر بن گیا۔آج اس کی روشنی کتنے ہی گھروں کو منور کرنے لگی ہے۔

اس ادارے کو جاننے کیلئے، ہمیں سب سے پہلے غربت کو سمجھنا پڑے گا۔ غربت اس عہد کا سب سے بڑا المیہ، سب سے بڑا دکھ اور سب سے گہرا گھاؤ ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا نہ ہونا، سماجی رتبے سے محرومی اپنی زندگی پہ بے اختیاری، تعلیم کے نام پہ جہالت اور دوا کے نام پر زہر۔ غربت کی ان گنت جہتیں ہیں۔ بھری دنیا میں کوئی رفیق، کوئی ہمدم، کوئی دمساز نہیں ہوتا۔ درد سے آنکھ بھر آئے تو کوئی کندھا نہیں ملتا، بڑھاپے میں کوئی عصا نہیں بنتا، بینائی چلی جائے تو کوئی بصارت نہیں دیتا، عزت و آبرو لٹ جائے تو چادر نہیں ملتی، بچے بچھڑ جائیں تو ممتا ویران ہو جاتی ہے، ماں اور باپ کا سایہ نہ رہے تو کوئی آغوش مہربان نہیں ہوتی۔ غربت ایک ایسا راز ہے جو اسی پہ فاش ہوتا ہے جو اس کرب سے گزرتا ہے اس کی کڑواہٹ کو چکھتا ہے اس کے زہر کو قطرہ قطرہ پیتا ہے۔ غربت کو سمجھنا ہے تو ان کچی بستیوں میں جانا پڑتا ہے جہاں زندگی محض تعفن اور بدبو کا نام ہے۔ جہاں سوائے حسرتوں کے کوئی اور نقش نظر نہیں آتا جہاں امید کا کوئی ستارہ نہیں ٹمٹماتا۔ ہمارا ادارہ ان افراد کو ایک ہزار سے لے کر دس ہزار روپے تک بلا سود قرضے دے رہا ہے جو غربت کی لکیر سے نیچے بستے ہیں۔ ان قرضوں کی واپسی سو فیصد ہے۔ ان قرضوں سے ان گھرانوں کی آمدنی میں دو سے اڑھائی ہزار روپے کا اضافہ ہوا۔ اس اضافی رقم سے کسی کا بچہ سکول جانے لگا، کسی نے دوا خرید لی، کسی نے گھر کی چھت پختہ کر لی، کسی کو اچھی غذا حاصل ہو گئی' کوئی خوش قسمت کاروبار میں مسلسل اضافہ کرتا چلا رہا اور بالآخر غربت کی لکیر سے اوپر پہنچ گیا۔ ''اخوت'' پاکستان کا واحد ادارہ ہے جو نہ تو حکومت سے کوئی امداد لیتا ہے اور نہ ہی بین الاقوامی اداروں یا ڈونر ایجنسی کی طرف دیکھتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ غربت کا خاتمہ حکومت سے پہلے معاشرے کی اپنی ذمہ داری ہے۔ پاکستان کے چودہ کروڑ افراد میں سے پانچ کروڑ افراد غربت کے زمرے میں آتے ہیں اگر باقی 9 کروڑ ان بدقسمت پانچ کروڑ کا ہاتھ بٹائیں تو کیا راتوں رات کایا نہیں پلٹ سکتی۔ ہم وہ کام کر رہے ہیں جو حکومتوں کے کرنے کے ہیں اگر حکومتیں منصوبہ بندی کے تحت اس قسم کے کام کریں تو ملک میں کوئی بھی شخص نہ تو غریب رہ سکتا ہے اور نہ ہی بے روزگار''۔ ڈاکٹر امجد ثاقب نے اپنے اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ غربت اور بے روزگاری کے خاتمہ کیلئے حکومت کو اس قسم کے اداروں کی سرپرستی کر

نی چاہئے اور اہل ثروت کو بھی اس میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے اور ایسے اداروں کا جال پورے ملک میں پھیلانا چاہیے تا کہ اس ملک کے غریب اور بے روزگار افراد اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔